ہمارے حواس خمسہ ناقص ہیں۔ اور ہمارے آلات ان سے بھی زیادہ ناقص۔ اس لئے ہم محض عقل محض تک کے ذریعہ زندگی کی بلندیوں کو طے نہیں کرسکتے یہ کائنات یوں ہی وجود میں نہیں آگئی ہے۔ اور نہ یہ کوئی حادثہ ہے۔ ارتقا کی داستان میں بہت سے اخلاقی مقاصد پوشیدہ ہیں اور ان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا عقل اگر ضمیر کی ملامتوں سے ناآشنا ہے تو وہ خیر و شر کے انتخاب میں غلطی کرے گی وہ صلح جوئی۔ عافیت پسندی اور ادنیٰ درجہ کی مفاہمت یا مطابقت پذیری کے لئے مضطرب ہوگی۔ وہ کبھی بغاوت نہیں کرسکتی۔ مقابلہ نہیں کرسکتی۔ خوب سے خوب تر کی جستجو نہیں کرسکتی۔ اس لئے یہ منزلیں خیر و محبت ہی کی زاد راہ سے طے ہوسکتی ہیں ملاش صاحب کی اس نظم میں جوش۔ مستی اور غنائی عنصر موجود ہے اور ان خوبیوں نے مل کر اس میں غزل کی سی رنگینی پیدا کر دی ہے اسی زمانہ کی ایک اور اہم کتاب "آثار ابوالکلام آزاد" ہے جس کو قاضی عبدالغفار صاحب نے نفسیاتی مطالعہ کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔

قاضی صاحب کا خیال ہے کہ مولانا ایک غیر معمولی ہستی یعنی جینیس ہیں اس کو انھوں نے خود مولانا ہی کے مضامین و اقوال کے ذریعہ ثابت کیا ہے لیکن ان مشاغل و مضامین کو نفسیات کی کسوٹی پر نہیں پرکھا۔ اس کی شاید وجہ یہ ہے کہ انھوں نے مولانا کا ایک بت بنالیا ہے۔ اور وہ اس شوالہ میں اسی عقیدت کے ساتھ داخل ہوئے ہیں جس عقیدت کے ساتھ ایک پجاری مندر میں داخل ہوتا ہے حالانکہ اگر وہ نفسیاتی اصولوں کو کام میں لاتے اور ایک ایک قول و عمل کو تنقید کی روشنی میں دیکھتے تو بھی نتیجہ یہی نکلتا کہ مولانا کا بت اتنا بڑا ہے کہ وہ کسی مندر یا شوالہ میں نہیں آسکتا اور یہ کہ ان کی نمود میں ایک طرح کی غرابت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ جنس ارزاں نہیں ہوسکتی۔ مذہب میں۔ ادب میں۔ سیاست میں۔ معاشرت میں فکر و نظر کی عام راہوں میں۔ کسی راہ میں بھی وہ وقت کے قافلوں کا ساتھ نہ دے سکے اور ان کی طبیعت فکر و عمل کے کسی گوشے میں بھی وقت اور موسم کے پیچھے نہ چل سکی۔ مولانا کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے ماحول کو اچھی طرح سمجھا جائے جس ماحول میں ان کی نشو و نما ہوئی۔ اس میں حرم

واحتیاط کم سخنی اور کم آمیزی، شرافت اور عالی نسبی کی نشانی سمجھی جاتی تھی اسی لئے مولانا کے خطوں میں بھی کوہ کی سی سنجیدگی۔ پختہ مزاجی اور گرے کی سی نازک مذاقی اور وضع احتیاط ہے ان میں بائرن کی سی انانیت ہے۔ غالب کی سی سادگی و پرکاری نہیں ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو مولانا کے خطوں کا امتیازی وصف یہی ہے کہ وہ غالب سے اس درجہ مختلف ہیں مولانا کے خطوط ان کے ذہن کا دریچہ اور ان کے فکر کی زبان ہیں۔ اس لئے کہ ان کا دل عیش دماغ کا عیش ہے اور انھوں نے اس دماغ کو دل بنالیا ہے۔

یہ کتاب کتب پبلشرز لمیٹیڈ بمبئی نے شائع کی ہے اور اسلوب کے اعتبار سے بڑی دلکش ہے اس زمانہ کی ایک اور اہم کتاب مطالعات نیاز ہے جس کو نیشنل بکڈپو کمپنی دہلی نے شائع کیا ہے اس میں نیاز فتحپوری کے افسانے اور تاریخی اور علمی مقالات شامل ہیں۔ نیاز صاحب ادب کی دنیا میں غیر معروف نہیں ہیں۔ ان کے مضامین اپنے دلچسپ انداز نگارش کی وجہ سے بہت مقبول ہوچکے ہیں اور ان کو ابدی شہرت حاصل ہوچکی ہے نیاز کی نثر میں فرانسیسی ادیبوں کی سی نازک کاری اور نفاست پسندی ہے مومن اور بیدل کی شاعری کو اگر کسی طرح نثر میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ تو اس کا رنگ وہی ہوگا۔ جو نیاز کی تحریروں کا ہے۔ نیاز کی شخصیت اس کے طرز تحریر میں حلول کرگئی ہے۔ اس میں جسم اور جان کا رشتہ ہے۔ اس لئے ہم ایک کو دوسرے سے الگ نہیں کرسکتے ان کے بعض رومانی مضامین میں وہ لطف ہے جو یونانی سنگتراشوں کے مجسموں میں ہے اردو کے موجودہ لکھنے والوں میں اگر کسی شخص کی شہرت کا ایوان رفیع محض اسلوب نگارش پر قائم ہے تو وہ نیاز ہے اس کو کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں۔ نیاز کے قلم میں ایک عجیب بوقلمونی ہے اس نے تقریباً ہر موضوع پر لکھا ہے اور جس پر لکھا ہے اس کو اپنا بنالیا ہے۔

بہ اجازت آل انڈیا ریڈیو دہلی

ادبیات

داستانِ قفس

از

(جناب الم مظفر نگری)

کانپ جاتے ہیں الٰہی در و دیوارِ قفس　　کروٹیں لیتا ہے جس دم کوئی بیمارِ قفس
بے پر و بال پڑا ہوں پسِ دیوارِ قفس　　یوں بھی آزاد نہ ہو کوئی گرفتارِ قفس
اشکِ خونیں سے ہے گلزار ہر اک تارِ قفس　　میں گرفتارِ چمن ہوں کہ گرفتارِ قفس
جب سے صیاد نے دہرائے ہیں اذکارِ قفس　　ذرّہ ذرّہ ہے گلستاں کا پرستارِ قفس
زندگی بھر رہا مدہوش گرفتارِ قفس　　مستقل کیف ہے اک لذتِ آزارِ قفس
انتہا یاس کی ہے کتنی شگفتہ کہ مجھے　　صبحِ گلشن نظر آتی ہے شبِ تارِ قفس
اس پہ قربان ہوئے جاتے ہیں مرغانِ چمن　　قابلِ دید ہے یہ گرمیِ بازارِ قفس
ہوں نہ پابندِ خرد اور نہ گرفتارِ جنوں　　میں سزاوارِ چمن ہوں نہ سزاوارِ قفس
لے اڑا اس کو بہاروں میں کوئی سوئے چمن　　دیکھتا رہ گیا حیرت سے نگہدارِ قفس
گلشنِ دہر میں کیا ذکر ہے آزادی کا　　پردۂ ہر رگِ گل میں ہے نہاں تارِ قفس

اے الم عہدِ اسیری ہو کہ آزادی ہو
ہمت آموز ہے ہر حال میں دیدارِ قفس

تبصرے

حضرت امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی از جناب مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی تقطیع کلاں ضخامت چار سو صفحات اور ہر صفحہ میں ۲۹ سطریں کتابت وطباعت بہتر قیمت مجلد آٹھ روپیے بارہ آنے۔ پتہ:۔ نفیس اکیڈیمی بلاس اسٹریٹ کراچی ع۱

دوسری صدی ہجری کا نصف اول تاریخ اسلام کا ایک نہایت پُرآشوب زمانہ ہے یہی وہ زمانہ ہے جب کہ خلافت بنی اُمیہ اپنی زندگی کی آخری منزل سے گذر رہی تھی اور خلافت عباسیہ کے نام سے ایک دوسری حکومت عالم ظہور میں آنے والی تھی اس بنا پر سیاسی حالت یہ تھی کہ ممالک محروسہ اسلامیہ میں ظلم وجبر۔ فتنہ وفساد اور بغاوت وسرکشی کی آگ جگہ جگہ بھڑک رہی تھی ایک پارٹی کی دوسری پارٹی کے خلاف ریشہ دوانیاں اور سازشیں روزمرہ کا مشغلہ بن گیا تھا۔ دین اور شریعت کو ہر پارٹی اپنے سیاسی مقصد کے لئے بے تکلف استعمال کرتی تھی دوسری جانب عجمیوں کے ساتھ اختلاط وارتباط کے باعث اسلامی عقائد وافکار سے متعلق بہت سے نئے مسائل پیدا ہوگئے تھے اور وہ مسلمانوں کی عام اخلاقی اور عملی زندگی کو متاثر کر رہے تھے غرض کہ پوری سوسائٹی ایک فکری وعملی انتشار وپراگندگی میں مبتلا تھی اور اس عالت کی خدمت کا یہ عالم تھا کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے ارباب صلاح وتقوی اور اصحاب علم وھدی دم بخود ہوکر رہ گئے تھے اور ان پر ایک عام مایوسی اور بددلی چھائی ہوئی تھی یہاں تک کہ ان میں سے بعض بعض نے تو اجتماعی زندگی سے تعلق منقطع کرکے گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی اور اپنی خلوتوں میں "مردے از غیب بروں آید وکارے بکند" کے منتظر تھے "قدرت نے حضرت

امام ابوحنیفہ قدس اللہ روحہ کی صورت میں "مردے ازغیب" پیدا کیا۔ چنانچہ امام اعظم نے قرآن وحدیث کی روشنی میں شریعت اسلام کا مطالعہ نہایت باریک بینی اور دقت نگاہ سے کیا اور وقت کے مسائل کا حل اسی کی روشنی میں قیاس شرعی کی مدد سے پیدا کر لیا جو لوگ ان گوناگوں اور نہایت پیچیدہ مسائل ومعاملات کا نہ ادراک رکھتے تھے اور نہ ان کے طریق حل سے واقف تھے انھوں نے امام عالی مقام کو قیاسی اور نہ جانے کیا کچھ کہا لیکن آج تاریخ اسلام کا ہر صفحہ اس حقیقت کی زندہ شہادت ہے کہ امام اعظم فقہ حنفی کے نام سے جو ایک مکمل اور نہایت جامع دستور مرتب فرما گئے ہیں وہ نہ صرف کسی ایک خاص زمانہ یا صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ ہر دور میں ایک بین الاقوامی دستور حیات کی حیثیت سے واجب العمل ہے اس فقہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کو فطرت انسانی کے واجبات ومطالبات کے ساتھ اس طرح ہم آہنگ کر دیا گیا ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے مقننین ومدبرین اس پر حیران ہیں امام صاحب نے یہ اہم کام خود تنہا نہیں کیا تھا بلکہ اس مقصد کے لئے آپ نے کوفہ میں ایک مستقل مجلس "وضع قوانین" قائم کی جس میں اس عہد کے بڑے بڑے محدثین وفقہا جو امام صاحب سے تلمذ کا تعلق رکھتے تھے شریک تھے روزانہ صبح سے شام تک اس مجلس میں نئے نئے امور ومعاملات پر گفتگو ہوتی تھی ہر ایک آزادی کامل کے ساتھ اپنی رائے پیش کرتا تھا اور پھر سب سے آخر میں حضرت امام اپنی رائے بیان فرماتے تھے اس طرح اجتماعی وانفرادی زندگی سے متعلق ہزاروں مسائل تھے جو بحث وتحمیص کے بعد نکھر کر مرتب ومدون ہو گئے حضرت امام کا یہ کارنامہ اتنا عظیم الشان ہے کہ دنیا میں جب تک اسلام کا وجود باقی ہے مسلمان کبھی اس کے بار تشکر واحسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے امام اعظم کی زندگی کا یہ کارنامہ اس قدر جلی اور روشن ہے کہ آپ کے حالات وسوانح میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں اس میں زیادہ تر اسی پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے اگرچہ ساتھ ہی بعض اور حالات ومقامات بھی بیان کئے جاتے ہیں مثلاً آپ کا تقویٰ وطہارت عبادت

وظیامی۔ حکومت سے استغناء۔ قضاء کے عہدہ کا قبول نہ کرنا وغیرہ۔ لیکن ان کی حیثیت محض ضمنی ہے اور ان سے حکومت و سیاست میں امام اعظم کی انقلابی جد وجہد پر کوئی روشنی نہیں پڑتی حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ امام صاحب صرف ایک بلند پایہ فقیہ و عالم ہی نہیں تھے بلکہ ایک عظیم المرتبت سیاسی مفکر بھی تھے جنہوں نے حکومت جابرہ کو حکومت عادلہ میں تبدیل کرنے کے لئے ایک طرف سیاسی انقلابی جماعت کی سربراہی کی اور دوسری جانب منصب قضا کو رونق دینے کے لئے امام ابو یوسف ایسے ائمہ کبار پیدا کئے جنہوں نے خلافت میں دخیل ہو کر اس کی ہیئت و وضع بدل دی اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے امام صاحب نے بہت بڑے پیمانہ پر تجارت کی تاکہ اسکے ذریعہ جہاں وہ خود امراء اور حکام سے بے نیاز ہو کر رہے۔ انھوں نے غیر مستطیع علماء کی مدد کی اور سیاسی انقلاب کی حامی جماعت کو مالی قوت بہم پہنچائی یہ تمام واقعات نہایت غیر مرتب طریقہ پر امام صاحب کے تذکروں میں بکھرے ہوتے پڑے تھے اللہ تعالیٰ اجر جزیل عطا فرمائے جناب مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی کو کہ آپ نے بڑی کدوکاوش اور تلاش و تحقیق کے بعد انھیں حالات و واقعات کو تاریخی طور پر اس طرح مرتب و مہذب کر کے پیش کر دیا ہے کہ امام اعظم کی زندگی کا یہ اہم کارنامہ جو اب تک نظروں سے پوشیدہ تھا صاف و شفاف ہو کر سامنے آجاتا ہے اور یہ واضح طور پر محسوس ہونے لگتا ہے کہ جس طرح ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کے تخت پر اکبر و جہانگیر کے بعد اچانک شاہجہاں و اورنگ زیب عالمگیر ایسے راسخ العقیدہ مسلمان بادشاہوں کا جلوہ نما ہونا حضرت مجدد الف ثانی کے نفوس قدسیہ کا فیضان اثر تھا اسی طرح سفاح ایسے ظالم کے بعد ہارون رشید اور مامون ایسے "سلاطین" کا جنہوں نے مسلمانوں کے "عہد زریں" کی تعمیر کی۔ تخت خلافت پر نمودار ہونا بے شبہ بہت کچھ امام عالی مقام کے سیاسی تدبر اور آپ کی انقلابی مساعی کا نتیجہ تھا فاضل مصنف نے یہ پوری داستان عجیب والہانہ اور دلچسپ انداز میں لکھی ہے جس کا اندازہ پوری کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے پھر چونکہ مولانا کے قلم سیر رقم کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اصل موضوع بحث کی حد بندیوں میں محصور نہیں رہتا بلکہ ضمنی مسائل و مباحث کو اپنے دامن تحریر میں سمیٹتا ہوا چلتا ہے اس لئے یہ کتاب صرف حضرت امام ابوحنیفہ کی سیاسی

زندگی کا مرقع نہیں بلکہ اس میں آخری دور امویہ اور ابتداء خلافت عباسیہ کی تاریخ اور اس عہد کی متعدد نامور شخصیتوں کے حالات وسوانح اور عام معاشرتی وسیاسی احوال وکوائف کا بھی قدرے مفصل تذکرہ آگیا ہے بہرحال یہ کتاب بہت معلومات افزا دلچسپ عبرت انگیز ومفید ہے اور اس لائق ہے کہ ہر مسلمان اور ہر صاحب ذوق اس کا مطالعہ کرے۔

احکام القرآن | ازجناب محمد ثناءاللہ صاحب بی۔اے تقطیع کلاں ضخامت ۲۰۰ صفحات کتابت وطباعت بہتر قیمت دو روپئے۔ پتہ:۔ مکتبہ تعلیمات اسلام لکھنؤ

اس کتاب میں عقائد۔عبادات۔اخلاق اور معاشرت ومعاملات کے عنوانات کے ماتحت پہلے قرآن مجید کی آیات درج کی گئی ہیں اور پھر ان کی تشریح کے بعد کچھ فقہی احکام یا اس حکم کے اسرار و غوامض بیان کئے گئے ہیں زبان آسان اور انداز بیان دلچسپ وعام فہم ہے عام مسلمانوں کو نہ صرف اسے پڑھنا چاہئے بلکہ ایک کاپی اپنے پاس رکھنی چاہئے تاکہ ہر حکم متعلق انھیں بروقت یہ معلوم ہو سکے کہ اسلام کا کون سا حکم قرآن مجید کی کس آیت پر مبنی ہے۔

زندگی کے سائے | ازجناب بلال احمد مرحوم۔ تقطیع خورد ضخامت ۲۰۰ صفحات کتابت وطباعت بہتر قیمت مجلد دو روپیہ۔ پتہ:۔ لاجپت رائے اینڈ سنز اردو بازار دہلی۔

یہ کتاب آٹھ افسانوں کا جو سماجی زندگی میں ترقی پسندانہ نقطۂ نظر کے حامل ہیں اور جو امریکہ کی مشہور ناول نویس خاتون پرل بک اور اٹلی کے مشہور صاحب قلم انگیز یو سلونے کے لکھے ہوئے ہیں۔ اردو ترجمہ ہے۔ زبان شگفتہ اور رواں ہے مترجم کا انتقال اٹھارہ برس کی عمر میں ہو گیا جب کہ ابھی مرحوم کا غنچۂ طفولیت چٹک کر جوانی کا پھول بنا تھا اس عمر میں یہ انداز نگارش اور ترجمہ کی یہ عمدہ صلاحیت اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر مرحوم رہتے تو بے شبہ ادیبوں کی صف اول میں جگہ پاتے۔ یہ مجموعہ مترجم کی اس جوانمرگی کی یادگار کے طور پر شائع کیا گیا ہے اور امید ہے کہ اہل ذوق اس کی قدر کریں گے۔